بسلسلہ تحقیق تقلید

مولانا ابو تراب محمد حسین ہزاروی مرحوم

مسئلہ آمین بالجہر

منہاج ص۱۴۲ جلد ۳ اور ترغیب ص۱۰۲ اور ابن ماجہ ص۶۲ میں ایک حدیث آئی ہے جس کا مضمون یوں ہے کہ ذکر کیا گیا نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہود کا۔ پس فرمایا حضورؐ نے کہ نہیں حسد کیا ہم پر یہود نے اوپر کسی چیز کے۔ جیسا کہ حسد کیا انہوں نے ہمارے جمعہ پڑھنے پر۔ اَلَّتِیْ ھَدَانَا اللّٰہُ لَھَا وَضَلُّوا عَنْھَا . . . . اور آمین کہنے پر اور صفوں کے قائم کرنے پر اور سلام کہنے پر''

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص تارک جمعہ ہو۔ اور سلام کہنے اور نماز باجماعت میں صفوف قائم کرنے اور آمین کہنے پر چڑے۔ یا حسد کرے اور غصہ منائے۔ وہ یہودی صفت اور رافضی اور معتزلی خصلت ہے۔

یہ مسئلہ آمین بالجہر بھی اہلحدیث اور احناف کے درمیان متنازعہ فیہ ہے اس لیے احتیاط النظر کے ساتھ ہی اجمالاً اس کا ذکر بھی ضروری ہے۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ اِذَا اٰمَّنَ الْاِمَامُ فَاٰمِنُوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت کہے امام آمین، پس آمین کہو۔

(ف) اس حدیث میں امام اور مقتدی دونوں کے لیے آمین زور سے کہنا ثابت ہوا۔ جب تک امام زور سے آمین نہ کہے گا۔ مقتدی کو اس کی آمین کی خبر نہ ہوگی۔ اور مقتدی کے لیے بھی بالجہر ہی مراد نبوی ہے۔ اگر حدیث مذکور سے۔ امام و مقتدی کے لیے آپ کی مراد آمین بالجہر نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی آمین صحابہ کرام نہ سنتے اور صحابہ کرام کی آمین بالجہر سے مسجد نبوی نہ گونجتی چنانچہ ابن ماجہ صـ۶۲ بالجہر بآمین میں ہے ۔

عن ابی ھریرۃ رض قال ترك الناس التامین وکان رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّالِّیۡنَ قَالَ اٰمِیۡنَ حَتّٰی یَسۡمَعَہَا اَھۡلَ الصَّفِّ الۡاَوَّلِ فَیَرۡتَجُّ بِہَا الۡمَسۡجِدُ ۔

یعنی حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے آمین چھوڑ دی اور تھے رسول اللہ علیہ وسلم جس وقت کہتے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتے آمین حتیٰ کہ سنتے آمین کو پہلی صف والے پس گونجتی ساتھ آمین کے مسجد۔

اب آپ اس حدیث اور اس جیسی کئی احادیث صحیحہ سے (جن کو بوجہ اختصار یہاں نہیں لکھا گیا۔) اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بلند آواز سے آمین کہی جاتی تب ہی تو مسجد گونجتی چنانچہ ابوداؤد مطبوعہ دہلی صـ۱۳۴ میں ہے کہ رَفَعَ بِھَا صَوۡتَہٗ آپ نے بلند آواز سے آمین کہی اور دوسری حدیث وائل بن حجر کی جو ترمذی ، ابوداؤد و ابن ماجہ دارمی میں آئی ہے مَدَّ بِھَا صَوۡتَہٗ کے لفظ ہیں ، یعنی ایک تو بلند آواز سے کہی ، دوسرے آواز کو دراز کیا۔

صحیح بخاری مصری صـ۹۹ میں ہے ۔ اٰمَنَ الزُّبَیۡرُ وَمَنۡ وَرَآءَہٗ حَتّٰی اَنَّ لِلۡمَسۡجِدِ لَلَجَّۃً ۔۔۔۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر، اُن کے مقتدی اس قدر بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے ۔کہ مسجد گونج اٹھتی تھی ۔ اور سنو ۔

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رض قَالَ کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلَا غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّالِّیۡنَ قَالَ اٰمِیۡنَ حَتّٰی یَسۡمَعَ مَنۡ یَلِیۡہِ مِنَ الصَّفِّ الۡاَوَّلِ ۔ (ابوداؤد)

یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پڑھتے۔ تو آمین کہتے۔ یہاں تک کہ صف اوّل کے لوگ سنتے ۔ اسی طرح ابوداؤد جلد ا صـ۱۳۶ ترمذی صـ۱۲۵ ابن ماجہ صـ۶۲ نسائی صـ۱۴۵ صحیح مسلم جلد ا صـ۱۷۶ صحیح بخاری مصری جلد ا صـ۹۸ کتب حدیث میں قریباً سترہ مختلف احادیث آمین بالجہر کے بارے میں باسناد صحیح وارد ہیں۔ چنانچہ امام شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ فَھٰذِہٖ بِضۡعَۃَ عَشَرَ حَدِیۡثًا وَ ثَلَاثَۃَ اٰثَارٍ آپ نے

آمین بالجہر کے متعلق حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا طرز عمل تو دیکھ لیا اگر مزید شہادت مطلوب ہو تو فتح الباری صد۲۲۲ نکال کر دیکھئے۔ لکھا ہے۔

رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَكْتُ مِائَتَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّیْنَ سَمِعْتُ لَهُمْ رَجَّةً بِاٰمِیْنَ۔

روایت کیا امام بیہقیؒ نے عطاء (جو ابو حنیفہؒ کے استاد تھے) سے کہا کہ میں نے دو سو صحابہؓ کو اس مسجد میں پایا۔ جب امام ولاالضالین پڑھ لیتا۔ تو میں ان سے آمین کا غلغلہ سنتا، پھر اس واقعہ کو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری حنفی یوں لکھتے ہیں، کہ حضرت عطا استاد امام ابو حنیفہؒ یوں فرماتے ہیں۔

اَدْرَكْتُ مِائَتَیْنِ مِنَ الصَّحَابَةِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّیْنَ رَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِاٰمِیْنَ۔ (بیہقی و ابن حبان فی صحیحہ)

یعنی میں نے دو سو صحابہ کو دیکھا، کہ وہ امام کے پیچھے ولاالضالین کہنے پر بلند آواز سے آمین کہتے تھے اور سنئے شیخ ابن الہمام علیہ الرحمۃ جو علماء حنفیہ میں ایک اعلیٰ درجہ اور بلند پایہ کے بزرگ تھے۔ اور جن کی بابت شامی رد المختار میں یوں لکھا ہے۔ کہ کَمَالُ ابْنِ الْهُمَامِ بَلَغَ رُتْبَةَ الْاِجْتِهَادِ۔

یعنی ابن ہمام کا کمال رتبہ اجتہاد تک پہنچ گیا۔

فتح القدیر شرح ہدایہ جلد اصد۱۱۷ میں لکھتے ہیں۔

لَوْ كَانَ اِلَیَّ فِیْ هٰذَا شَیْءٌ لَوَافَقْتُ رِوَایَةَ الْخَفْضِ یُرَادُ بِهَا عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِیْفِ وَرِوَایَةُ الْجَهْرِ بِمَعْنٰی قَوْلِهَا فِیْ زَبْرِ الصَّوْتِ وَذَیْلِهٖ یَدُلُّ عَلٰی هٰذَا مَا فِی ابْنِ مَاجَةَ كَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا تَلَا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَ مَنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَیَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ۔

یعنی اگر مجھے اس امر میں اختیار ہو (میری رائے کوئی سنے، تو میں موافقت کر دیتا اس میں کہ جو روایت پست آواز والی ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ بہت زور سے نہ چلائے اور جہر[1] سے مراد گونجتی ہوئی مناسب آواز ہے۔ اس تطبیق پر ابن ماجہ کی روایت

---

[1] ہدایہ میں ہے کہ جہر کی تعریف یہ ہے۔ کہ اس کا غیر سن لے۔ اور یہی تعریف ابو جعفر الہندوانی نے بھی کی ہے ۱۲ منہ۔

دلیل ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین پڑھ چکتے تو آمین کہتے۔ ایسی کہ پہلی صف والے سُن لیتے۔ پھر صحابہ کی جہر آمین سے مسجد گونجتی تھی۔
پس تقریری حدیث اور اجماع صحابہ کرام سے ثابت ہوا کہ حدیث
اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا میں امام اور مقتدی دونوں کے لیے جہر ہی مراد ہے۔
بایں وجہ استاد الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو بڑے محقق حنفی تھے۔ مدارج النبوت کے صفحہ ۲۰۱ میں لکھتے ہیں" ودر آخر فاتحہ آمین میگفت در نماز جہری، بجہر و در سری بہ خفیہ، مقتدیان نیز (صحابہ کرام) بہ موافقت آمین گفتندے"
سبحان اللہ کیا انصاف ہے، ہر دو مذکورہ بالا حنفی المذہب علماء کی تطبیق کو بغور دیکھو، کہ اخفا اور جہر کی روایتوں کو کیسے منطبق کر رہے ہیں۔ کہ جہری نمازوں میں جہر سے کہہ لو، اور سر میں آہستہ خفیہ،
اچھا اب بڑے پیر جی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی سنیئے آپ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں جہاں نمازوں کی سنتوں کا بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں۔ وَالْجَهْرُ بِالْقِرَاءَةِ وَاٰمِيْنَ (غنیہ مصری ص۱۰ اور مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور ص۲۰) یعنی جہری نمازوں، مغرب عشاء فجر میں اونچی آواز سے قراءت پڑھنا اور بلند آواز سے آمین کہنا چاہیئے۔
اور سنیئے تاج العلماء حنفیہ مولانا عبدالعلی بحرالعلوم فرماتے ہیں۔ "در باب آہستہ گفتن آمین ہیچ وارد نشدہ مگر حدیث ضعیف (ارکان اربعہ) یعنی آہستہ آمین کہنے میں سوائے ضعیف حدیث کے اور کوئی حدیث نہیں ہے،
اور سنیئے مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔ کہ اَلْاِنْصَافُ اَنَّ الْجَهْرَ قَوِیٌّ مِنْ حَيْثُ الدَّلِيْلِ (تعلیق الممجد ص۱۰۱) نیز فرماتے ہیں کہ

لہ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ میاں جب آمین دعا ہے تو پھر دعا میں (بحکم تضرعاً وخفیۃ) اخفا چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو آمین کا مستقل دعا ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں، دوم الحمد (سورۃ فاتحہ) ساری افضل الدعاء ہے اور اگر دعا میں اخفا چاہیئے تو پہلے امام کو روکیے کہ وہ الحمد زور سے کیوں پڑھتے ہیں۔

وَجَدْنَا بَعْدَ التَّأَمُّلِ وَالْإِمْعَانِ اَلْقَوْلُ بِالْجَهْرِ بِآمِيْنَ هُوَ الْأَصَحُّ لِكَوْنِهٖ مُطَابِقًا لِمَا رُوِيَ عَنْ سَيِّدِ بَنِيْ عَدْنَانَ وَرِوَايَةُ الْخَفْضِ عَنْهُ صلعم ضَعِيْفَةٌ لَا تُوَازِيْ رِوَايَاتِ الْجَهْرِ۔

(سعایہ شرح وقایہ) یعنی بعد غور و فکر کے ہمیں معلوم ہوا کہ آمین بالجہر صحیح تر ہے۔ کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آہستہ آمین کہنے کی روایت بہت ہی ضعیف ہے جو آمین بالجہر کا لگا ہی نہیں کھاتی۔

میرے حنفی بھائیو! کیا اب کسی اور حنفی کی شہادت کی ضرورت باقی ہے! اچھا لیجیے حاشیہ درمختار پر علامہ طحطاوی کا قول دیکھیے۔ فَعَلٰی هٰذَا السُّنَّةُ الْإِتْيَانُ بِهَا تَحْصُلُ وَلَوْ مَعَ الْجَهْرِ۔۔۔ یعنی سنت تو آمین کہنا ہے۔ اگرچہ زور سے ہو اور سنیے جوہر النقی صد ۱۳۲ میں علامہ ابن ترکمانی فرماتے ہیں۔

وَالصَّوَابُ اَنَّ الْخَبَرَيْنِ بِالْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ صَحِيْحَانِ۔ یعنی صحیح بات یہ ہے کہ آمین آہستہ اور جہر دونوں طرح ثابت ہے۔

پس جب تمام ذی علم حنفی آمین بالجہر کو نہ صرف جائز بلکہ راجح کہہ رہے ہیں۔ اور ائمہ ثلاثہ یعنی امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد حنبلؒ بھی اسی طرف گئے ہیں۔ اور ان کے مقلدین بیت اللہ میں بھی پکار کر آمین کہتے ہیں، تو پھر نہ معلوم ہندوستان کے حنفی کیوں اس سے چڑتے اور جلتے ہیں۔ کیا وہ اس حدیث کو اپنے پر منطبق نہیں کر رہے جو ابن سکن اور ابن قطان نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپ فرماتے تھے۔

سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ رِجَالٌ يُدَيِّنُوْنَ النَّاسَ إِلٰى أَقْوَالِ أَحْبَارِهِمْ وَرُهْبَانِهِمْ وَيَعْمَلُوْنَ بِهَا وَيَحْسُدُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى التَّأْمِيْنِ خَلْفَ الْإِمَامِ كَمَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ۔

ترجمہ: میری امت میں سے ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو لوگوں کو علماء اور درویشوں کی تقلید کرائیں گے۔ اور ان کے اقوال پر عمل کریں گے۔ اور مسلمانوں سے آمین خلف الامام پر جلیں گے۔ جیسے یہود اس وقت تمہاری آمین سے جلتے ہیں۔ اور

روایت میں جو ابن ماجہ صلا۱۲ پر ہے یوں آیا ہے کہ :۔

قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا حَسَدَ تکُمُ الیَھُودُ عَلٰی شَیئٍ مَا حَسَدَ تکُمُ الآمِینَ فَاکْثَرُوا الآمِینَ ۔ یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ یہود تمہاری اور کسی بات پر اتنا نہیں جلتے، جتنا آمین کہنے سے ۔ پس تم خوب آمین کہا کرو ۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اس پر خوب عمل کیا۔ تابعین نے کیا۔ تبع تابعین نے کیا۔ کہ آمین کہنے والوں کے نام سننا چاہو تو سنو!

سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ، حضرت بلالؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن مغفلؓ۔ انس بن مالکؓ۔ وائل بن حجرؓ، ابوالزبیرؓ، ابوہریرہؓ۔ ابوموسیٰ اشعریؓ۔ معاذ بن جبلؓ سلمان فارسیؓ۔ سمرۃ بن جندبؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ عائشہ صدیقہؓ۔ ام الحصینؓ۔ ابن شہابؒ۔ تابعین سے، ابو بشیرؒ۔ نعیم المجمرؒ۔ امام زہریؒ۔ عکرمہؒ۔ عطاءؒ جو امام صاحب کے استاد تھے۔ اور جن کے متعلق امام صاحب کہا کرتے تھے کہ مَا لَقِیتُ اَفْضَلَ مِنْ عَطَاءٍ نافعؒ اماموں سے امام شافعیؒ، امام ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، عبداللہ بن مبارکؒ جو امام صاحب کے شاگرد تھے، امام احمد بن حنبلؒ۔ اسحاقؒ، ابوعبیدؒ، ابوثورؒ، امام داؤد ظاہریؒ، عبدالرحمنؒ، اسماعیل ابوشامہؒ، ایسے ہی امام ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں نخو نام عامل با لحدیث، کا لکھا ہے۔ فقہا کرام کے اقوال تو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اب ذرا صوفیائے کرام کی طرف دیکھیئے، حضرت پیر سبحانی کا ارشاد غنیہ میں دیکھ چکے کہ آمین بالجہر کہنا سنت ہے۔ اسی طرح لکھتے ہیں کہ امام غزالیؒ احیا میں اور امام یافعی نزہتہ میں، اور شیخ رجب علی حنبلی نسیم میں۔ اور امام الوالحسن شاذلی اور شیخ محی الدین ابن عربیؒ فتوحات میں اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ حجۃ اللہ میں ۔ اور مولانا شہیدؒ تنویر میں، اور مولینا سید احمد بریلوی وغیرہم آمین بالجہر کے قائل ہیں ۔ اور کیوں نہ ہوں۔ جبکہ حق یہی ہے اور ائمہ اربعہ سے بھی تین امام بمعہ اُن کے مقلدین اسی طرف ہیں۔